فجر کی نماز قضا ہو جائے، تو فرضوں کے ساتھ سنتیں بھی پڑھنی ہیں؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: Fsd-8210 تاریخ: 30-01-2023

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی کی فجر کی نماز قضا ہو جائے اور اسی دن سورج نکلنے کے بیس منٹ بعد ضحوۂ کبریٰ سے پہلے پہلے پڑھنی ہو، تو کیا سنت اور فرض دونوں ادا کریں گے اور کیا فرضوں کے ساتھ ساتھ سنت میں بھی قضا کی نیت کریں گے ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اگر کسی کی نمازِ فجر قضا ہو جائے، تو اسی دن سورج نکلنے کے بیس منٹ بعد اور ضحوۂ کبریٰ سے پہلے پہلے قضا پڑھ رہا ہو، تو فرضوں کی قضا تو فرض ہی ہے، اس سے پہلے ساتھ میں سنت کی بھی قضا کر لے اور دو رکعتوں میں سُنّتِ فجر کی قضا اور دوسری دو رکعتوں میں فرض کی قضا کی نیت کرے۔

تفصیل یہ ہے کہ سُنّت کے متعلق عمومی اُصول یہی ہے کہ سنت کی قضا نہیں، مگر وقت ختم ہونے کے بعد سُنّتِ فجر کی قضا کا حکم خلافِ قیاس حدیثِ پاک سے ثابت ہے، چنانچہ لیلۃ التعریس میں نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی جب نمازِ فجر قضا ہوئی، تو اس وقت ان حضرات قدسیہ نے فرضوں کے ساتھ ساتھ سنتِ فجر کی بھی قضا کی اور جس سنّت کے اپنے محل سے فوت ہونے کے بعد اس کا وقت خود نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ معین فرما دیں، تو اس کی قضا بھی قضائے حقیقی ہے، لہٰذا جب کسی کی نمازِ فجر رہ جائے، تو اسی دن سورج نکلنے کے بیس منٹ بعد ضحوۂ کبریٰ

سے پہلے ادا کرنے کی صورت میں وہ فجر کے فرضوں کے ساتھ سنتوں کی بھی قضا کرے گا، نیز قضا نماز فوت شدہ کی مثل، بلکہ محققین علماء کے نزدیک عینِ نماز ہوتی ہے، لہٰذا جب سُنّتِ فجر کی قضا کی جائے گی، تو بعینہا وہی سنتیں ادا ہوں گی جو فوت ہوئی تھیں، اس لیے ان کی ادائیگی میں قضا کی نیت بھی بالکل درست ہو گی۔

تنبیہ: اگر یہ شبہ پیدا ہو کہ جب سنتِ فجر کی قضا حقیقی ہے، تو ضحوۂ کبریٰ سے پہلے کی قید کیوں لگائی جاتی ہے، جب بھی قضا کی جائے، فرض کے ساتھ سنت کی قضا بھی ہونی چاہیے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو حکم خلافِ قیاس ثابت ہو، وہ اپنے مَوْرِد تک ہی خاص رہتا ہے، یعنی جس قدر حکم ثابت ہو، اس پر اضافہ نہیں کیا جا سکتا اور حدیث پاک سے اسی دن ضحوۂ کبریٰ سے پہلے پہلے پڑھنے کا ثبوت ہے، اس لیے یہ حکم صرف اسی دن کے ساتھ خاص ہو گا اور ضحوۂ کبریٰ کے بعد سنتِ فجر کی قضا نہیں ہو سکتی۔

سُنّت میں اصل عدمِ قضا ہے، چنانچہ علامہ بُرہانُ الدین مَرغینانی، علامہ ابن نجیم مصری حنفی اور دیگر فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے لکھا، واللفظ للآخر: "أن الأصل في السنة أن لا تقضى"

ترجمہ: سنت میں اصل یہ ہے کہ اس کی قضا نہیں۔

(بحر الرائق، کتاب الصلاۃ، جلد2، صفحہ131، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

وقت ختم ہونے کے بعد سنتِ فجر کی قضا حدیث پاک سے ثابت ہے، چنانچہ صحیح مسلم، سنن ابو داؤد اور دیگر کتب احادیث میں ہے، حضرت عَمرو بن اُمیہ ضمری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں، واللفظ لابی داؤد: "كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في بعض أسفاره فنام عن الصبح حتى طلعت الشمس فاستيقظ رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: تنحوا عن هذا المكان، قال: ثم أمر بلالا فأذن، ثم توضئوا وصلوا ركعتي الفجر، ثم أمر بلالا، فأقام الصلاة فصلى بهم صلاة الصبح" ترجمہ: ہم رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، تو آپ صبح میں سوئے رہے، حتی کہ سورج طلوع ہو گیا، تو رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

بیدار ہوئے اور ارشاد فرمایا، اس جگہ سے ہٹ جاؤ(اس مقام سے آگے بڑھنے کا حکم دیا)، راوی کہتے ہیں، پھر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے حضرت بلال رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کو حکم دیا، تو انہوں نے اذان دی اور لوگوں نے وضو کر کے فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) ادا کیں، پھر نبی پاک عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے حضرت بلال رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کو حکم دیا، تو انہوں نے نماز کے لیے اقامت کہی اور رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو نماز فجر پڑھائی۔

(سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب فی من نام عن الصلاۃ، جلد1، صفحہ76، مطبوعہ لاھور)

مذکورہ بالا مضمون کی حدیث پاک کے تحت مفتی محمد احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ(سالِ وفات:1391ھ/ 1971ء) لکھتے ہیں:"خیال رہے کہ یہاں نماز کی اذان بھی کہی گئی اور تکبیر بھی، سنتیں بھی پڑھی گئیں اور جماعت سے نماز بھی، لہٰذا اس حدیث سے بہت سے فقہی مسائل حل ہوئے۔"

(مرأۃ المناجیح، جلد1، صفحہ425، مطبوعہ ضیاء القرآن، پبلی کیشنز، لاھور)

فتح القدیر، بحر الرائق، نہر الفائق، رد المحتار و غیرہا کتبِ فقہ میں ہے، واللفظ للبحر:" لم تقض سنة الفجر إلا إذا فاتت مع الفرض فتقضى تبعا للفرض سواء قضاها مع الجماعة أو وحده لأن الأصل في السنة أن لا تقضى لاختصاص القضاء بالواجب والحديث ورد في قضائها تبعا للفرض في غداة ليلة التعريس فبقي ما وراءه على الأصل "ترجمہ: سنت فجر کی قضا اسی صورت میں ہے جب یہ فرضوں کے ساتھ فوت ہو جائیں، لہٰذا ان کی قضا فرضوں کے تابع ہو کر ہے، چاہے پوری جماعت ایک ساتھ قضا کرے یا اکیلا شخص، کیونکہ سنت میں اصل یہ ہے کہ اس کی قضا نہیں، اس لیے کہ قضا واجب کے ساتھ خاص ہے اور (جہاں تک سنّتِ فجر کا معاملہ ہے تو) سنتِ فجر کو فرضوں کی تبعیت میں قضا کرنے کے متعلق لیلۃ التعریس والی حدیثِ پاک آچکی ہے،، لہٰذا ان کے علاوہ بقیہ سنّتوں کا حکم اپنی اصل پر باقی رہے گا۔

(بحر الرائق، کتاب الصلاۃ، جلد2، صفحہ131، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اور سنت فجر کی قضا اسی دن ضحوۂ کبریٰ سے پہلے ادا کرنے کے ساتھ خاص ہونے کے متعلق امام

کمال الدین ابنِ ہمام رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (سالِ وفات: 861ھ / 1456ء) **لکھتے ہیں:** ”لا تقضی وان کانت تبعا للفرض لانہ صلی اللہ علیہ وسلم انما قضاھا تبعالہ قبل الزوال“ **ترجمہ: ضحوۂ کبریٰ کے بعد سنتِ فجر کی قضا نہیں ہوسکتی، اگرچہ فرضوں کے تابع ہوکر ہو، کیونکہ نبی پاک** صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ **نے فرضوں کے ساتھ ضحوۂ کبریٰ سے پہلے قضا فرمائی ہیں۔**

(فتح القدیر، کتاب الصلاۃ، باب ادراک الفریضہ، جلد1، صفحہ497، مطبوعہ کوئٹہ)

اور بحر الرائق اور نہر الفائق میں ہے، واللفظ للآخر: ”والأصح أنها لا تقضى لأن ما ورد علی خلاف القیاس یقتصر فیہ علی مورد النص“ **ترجمہ: اور اصح قول کے مطابق ضحوۂ کبریٰ کے بعد سنتِ فجر کی قضا نہیں کرسکتا، کیونکہ جو حکم خلافِ قیاس ثابت ہو، وہ اپنے مورد کے ساتھ ہی خاص رہتا ہے۔** **(النہر الفائق، کتاب الصلاۃ، جلد1، صفحہ311، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)**

سنتوں کی قضا کے متعلق قولِ فیصل و تحقیقِ انیق بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (سالِ وفات: 1340ھ / 1921ء) **لکھتے ہیں:** ”**تحقیق مقام و تنقیح مرام یہ ہے کہ حقیقۃً قضا نہیں، مگر فرض یا واجب کی،** الاداء فی محل اداء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم داخل فی مطلق السنۃ فما ادی فی غیر المحل لا یکون سنۃ فلا یکون قضاء اذ القضاء مثل الفائت بل عینہ عند المحققین نعم ما عین لہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم محلا بعد فوتہ **فیقع سنۃ فیکون قضاء حقیقۃ،** **یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ادائیگی کے محل میں ادا مطلق سنت کو شامل ہے، لہٰذا جو غیر محل میں ادا ہوں گی، وہ سنت ہی نہیں ہوں گی، اس لیے قضا بھی نہیں کہلائیں گی، کیونکہ قضاء فوت شدہ کی مثل، بلکہ محققین علماء کے ہاں عین نماز ہوتی ہے، ہاں اپنے محل سے فوت ہونے کے بعد جس کا وقت خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے معین فرما دیا وہ بطورِ سنت ادا ہوگی اور قضا بھی حقیقی ہوگی۔۔۔ باقی نوافل وسنن اگرچہ مؤکدہ ہوں، مستحق قضا نہیں کہ شرعاً لازم ہی نہ تھے، جو بعدِ فوت ذمّہ پر باقی رہیں۔۔۔ مگر بعض جگہ برخلافِ قیاس، نص وارد ہوگیا، وہی سنتیں جو ایک محل میں ادا کی**

جاتی تھیں ، بعدِ فوت دوسری جگہ ادا فرمائی گئیں، جیسے فجر کی سنتیں جبکہ فرض کے ساتھ فوت ہوں، بشرطیکہ بعد بلندی آفتاب و قبل از زوال ادا کی جائیں یا ظہر کی پہلی چار سنتیں جو فرض سے پہلے نہ پڑھی ہو، تو بعدِ فرض بلکہ مذہبِ ارجح پر بعد سنتِ بعدیہ کے پڑھیں بشرطیکہ ہنوز وقت ظہر باقی ہو"نص علی کل ذلک فی غیر ما کتاب کردالمحتار"**ان شرائط کے ساتھ جب یہ دونوں سنتیں بعدِ فوت پڑھی جائیں گی، توبعنیہا وہی سنتیں ادا ہوں گی جو فوت ہوئی تھیں** اور ان کے سوا اور فوت شدہ سنتیں یا یہی سنتیں بے مراعات ان شرائط کے پڑھی جائیں گی، تو صرف نفل ہوں گی، نہ سنت فائتہ۔"

(فتاوی رضویہ، جلد8، صفحہ 147،148، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاھور)

اسی طرح ایک اور مقام پر امام اہلسنت رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں:"اور جس کے فرض و سنت دونوں فوت ہوئے ہوں وہ طلوع کے بعد استواء سے پہلے فرض و سنت دونوں کی قضا کرے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد8، صفحہ 153، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاھور)

خلاصہ یہ کہ سنت فجر کی قضا خلافِ قیاس حدیث پاک سے ثابت ہے، لہٰذا جب قضا ثابت ہے، تو نیت بھی قضا کی ہی کی جائے گی۔

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

07رجب المرجب1444ھ/30جنوری2023ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ /www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے